عید میلاد النبی ﷺ اور جلوس مصطفیٰ ﷺ

ایک تحقیقی نظر میں

بقلم: فیض احمد بشیر متعلم مدینہ یونیورسٹی

ویسے تو اہل بدعت نے ہر مہینے بلکہ ہر دن کو کسی نہ کسی بدعت کے اظہار کیلئے خاص کر رکھا ہے، جس میں وہ اپنی بدعات کو مختلف انداز میں منانے کا اچھا خاصا انتظام و انصرام بھی کرتے ہیں۔ مگر ربیع الاول میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے جس میں یہ اہل بدعت ایک ایسی قبیح اور گھٹیا بدعت کا بھی ارتکاب کرتے ہیں جس کی مثال یہود و نصاریٰ کے تحریف شدہ مذاہب میں بھی نہیں ملتی۔

وہ کون سی بدعت ہے؟ اور کس دن اس بدعت کا اظہار کیا جاتا ہے؟

اس سوال کا جواب ذرا توجہ سے ملاحظہ فرمائیے:

وہ بدعت ہے رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے نام پر ایک نئی عید منانا اور پھر جلوس نکالنا۔

رہی بات دن کی تو اس بدعت کے اظہار کیلئے جو دن خاص کیا گیا ہے، وہ ہے رسول اکرمؐ کی وفاتِ حسرت آیات کا دن یعنی 12 ربیع الاول کا دن۔ چلو اسلام میں ایک تیسری عید تو انہوں نے ایجاد کر ہی لی تھی مگر اس سے آگے بڑھ کر جلوس نکالنا کس قدر بیہودہ حرکت اور توہین آمیز عمل ہے۔ اور پھر اس جلوس کا نام رکھا جاتا ہے جلوس مصطفیٰ ﷺ یعنی رسول کریمؐ کا جلوس۔ حالانکہ جلوس تو نکالنا چاہئے۔ امریکہ کا جس نے جبر و استبداد اور ظلم و ستم کی انتہا کر رکھی ہے۔ یا جلوس تو نکالنا چاہئے اسرائیل کے یہودیوں کا جن کے بڑوں نے انبیاء کرام کو قتل کرنے کا گھناؤنا جرم کیا اور اب ان کی اولاد نہتے مسلمانوں کو ناحق ذبح کرنے میں مصروف ہے۔ یا پھر جلوس نکالنا چاہئے ہندوؤں کا جو مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے ساتھ ان کی عصمتوں کو بھی تار تار کر رہے ہیں یا پھر جلوس تو نکالنا چاہئے کمر توڑ مہنگائی پیدا کرنے والے لوگوں کا۔

لیکن افسوس! صد افسوس اہل بدعت کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ انکی آج تک سمجھ نہیں آئی کہ یہ ان

مذکورہ بالا ظالموں کی بجائے رسول اکرم ﷺ کی ولادت پر جلوس کیوں نکالتے ہیں؟؟ آپ ﷺ نے ان اہل بدعت کا کیا بگاڑا ہے؟ انہیں کیا تکلیف پہنچائی ہے؟

وہ تو صرف اپنے ہی نہیں بلکہ بیگانوں کیلئے بھی مجسمۂ رحمت تھے۔ انہوں نے تو بہت دکھ و تکلیف پہنچانے والوں کو بھی کبھی جھڑکا تک نہ تھا، بڑے بڑے دشمنوں کو بھی برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے تھے۔ سمجھ نہیں آتی پھر بھی یہ اہل بدعت ان کا جلوس کیوں نکالتے ہیں؟ آخر اس گھٹیا ترین اور توہین آمیز حرکت (بدعت) کے ارتکاب کی کیا وجہ ہے؟؟؟

میں تسلیم کرتا ہوں کہ برصغیر پاک و ہند میں عید میلاد کے نام پہ منائی جانے والی یہ بدعت کوئی نئی چیز نہیں! بلکہ ایسی کئی ایک بدعات یہودیوں نے موسیٰؑ اور عیسائیوں نے عیسیٰؑ کے میلاد کے نام سے صدیوں پہلے ایجاد کر رکھی ہیں۔ مگر تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ آج تک کسی یہودی نے موسیٰؑ کا اور کسی عیسائی نے عیسیٰؑ کا جلوس نکالنے کی جرأت نہیں کی! اپنے نبیؑ کا جلوس نکالنے کی سعادت اگر کسی کو حاصل ہوئی ہے تو وہ صرف اور صرف برصغیر پاک و ہند کے اہل بدعت (بریلویوں) ہی کو حاصل ہوئی ہے۔ (والعیاذ باللہ من ذالک) کیا یہ عید میلاد اور جلوس واقعی بدعت ہے؟

تمہیدی کلمات میں ہی بات کچھ طویل ہوگئی، اب میں اپنے اصل مقصد کی طرف آتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم آئندہ صفحات میں اس بات کا تفصیلی جائزہ لیں گے کہ آیا اس تیسری عید یعنی عید میلاد النبیؐ اور جلوس نکالنے کا اسلام میں کوئی ثبوت و وجود بھی ملتا ہے یا نہیں؟ نیز شریعت مطہرہ سے اس کا کوئی تعلق واسطہ بھی ہے یا نہیں؟ آیئے اس کیلئے ہم سب سے پہلے قرآن مجید کو دیکھتے ہیں، کیا اسمیں اس تیسری عید اور جلوس کا ثبوت ملتا ہے؟ پھر حدیث نبوی ﷺ اور سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کیا اس میں اس تیسری عید اور جلوس کا کہیں وجود ملتا ہو۔ پھر اقوال و افعال صحابہؓ کی طرف دیکھتے ہیں، کیا اُن میں اس تیسری عید و جلوس کا اظہار یا اس پر عمل ملتا ہو؟ اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے فرامین پہ غور کرتے ہیں کیا ان سے یہ تیسری عید و جلوس ثابت ہوتا ہو۔ پھر آئمہ اربعہ کے اقوال کا مطالعہ کرتے ہیں، کیا اُن میں سے کسی امام نے اس عید منانے اور جلوس نکالنے کا فتویٰ دیا ہو؟ جب ہم نے یہ سب کچھ کر دیکھا تو یہ بات واضح ہوئی کہ اس تیسری عید و جلوس کا نہ قرآن مجید سے، نہ احادیث نبویؐ سے، نہ اقوال و افعال صحابہؓ سے، نہ تابعین سے، نہ تبع تابعین سے، اور نہ ہی آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کے قول و عمل سے ثبوت ملتا ہے! بلکہ سچ پوچھو تو شریعت مطہرہ اور اس کے

ماخذ (قرآن، سنت، اجماع، قیاس) سے اس تیسری عید وجلوس کا ثبوت ملنا تو درکنار اس کا ان سے دور تک کا بھی تعلق وواسطہ نہیں ہے!

مذکورہ بحث سے جب یہ واضح ہوا کہ اس تیسری عید اور جلوس کا دین اسلام کے کسی بھی ماخذ سے بھی ثبوت نہیں ملتا بلکہ یہ ایک نئی ایجاد ہے تو پھر یہ عمل بدعت نہ ہوا تو کیا ہوا؟؟؟

جیسا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: (من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو ردّ) صحیح بخاری جس نے ہماری شریعت میں کوئی ایسا نیا کام کیا جو اس میں نہیں تو وہ کام (عمل) مردود یعنی نا قابل قبول ہے۔ جبکہ دوسری حدیث مبارک میں یوں فرمایا: (من عمل عملاً ليس عليه امرنا فهو رد) جس نے ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا حکم موجود نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔

قارئین کرام!

اگر مسئلہ آپ کو سمجھ آ چکا ہے تو الحمدللہ، نہیں تو ایک اور انداز میں سمجھا دیتا ہوں۔

دیکھیئے: رسول اکرمؐ کی حیات مبارک میں تقریباً 63 مرتبہ یہ دن آیا جبکہ 23 مرتبہ یہ دن اس وقت بھی آیا جب قرآن مجید نازل ہوتا رہا۔ اب نہ قرآن مجید نے اس دن عید منانے کا حکم دیا اور نہ ہی جلوس نکالنے کا! اسی طرح نہ تو رسول پاکؐ نے بذات خود اس عید کو منایا اور نہ ہی جلوس نکالا جبکہ نہ ہی آپؐ نے اس کا اپنی امت کو حکم دیا۔ پھر آپؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے زمانہء خلافت میں 3 مرتبہ یہ دن آیا۔ انہوں نے بھی نہ تو اس دن کوئی عید منائی اور نہ ہی کوئی جلوس نکالا۔ پھر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں 11 مرتبہ یہ دن آیا۔ انہوں نے بھی نہ ہی کوئی عید منائی اور نہ ہی جلوس نکالا۔ خلافت عثمانؓ میں 13 مرتبہ یہ دن آیا انہوں نے بھی یہ کام نہیں کیا پھر حضرت علیؓ کی خلافت میں 6 مرتبہ یہ دن آیا انہوں نے بھی یہ کام نہیں کیا خلفاء الراشدینؓ کے بعد پھر عام صحابہ کا دور شروع ہوا، آخری صحابی حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ اللیثیؓ کی وفات تقریباً 109 هجری میں ہوئی۔ اس حساب سے خلفاء اربعہؓ کے بعد آخری صحابی کی وفات تک 70 مرتبہ یہ دن آیا مگر کسی بھی صحابی نے نہ تو اس دن عید منائی اور نہ ہی کوئی جلوس نکالا، المختصر دور نبوت میں اس عید میلاد اور جلوس کا وجود نہیں ملتا۔ پھر دور خلافت میں بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ پھر دیگر صحابہ کرامؓ کے دور میں بھی اس کا وجود نہیں ملتا۔ پھر تابعین کے زمانے میں بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا، یعنی صحیح بخاری شریف کی درج ذیل حدیث (خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم) (صحیح بخاری) کے

لحاظ سے جب تین (زمانہ نبوت، زمانہ صحابہؓ، زمانہ تابعینؒ) بہترین زمانوں میں سے کسی بھی زمانے میں عید اور جلوس کا وجود نہیں ملتا حتی کہ آئمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کے زمانے میں اس کا نام ونشان تک بھی نہیں ملتا! تو اب بھی اس کے بدعت ہونے میں کوئی شک باقی ہے؟؟؟ اس بدعت کی ابتدا کب اور کس نے کی؟

قارئین کرام!

مذکورہ دلائل کی روشنی میں یہ بات آپکو اچھی طرح معلوم ہو چکی ہے کہ اس عید میلاد اور جلوس کا دین اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں اور کسی حیثیت سے بھی شریعت میں اس کا ثبوت وجود نہیں ملتا! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن وحدیث میں اس کا ثبوت نہیں تو پھر یہ بدعت کب اور کہاں سے آئی ہے؟ چلئے! اس سوال کے جواب کی بھی وضاحت کر دیتا ہوں تاکہ اس کی بھی حقیقت آشکار ہو جائے۔ تیسری صدی ہجری تک تو اسلام میں اس عید میلاد کا قطعی طور پر وجود نہ تھا۔ البتہ چوتھی صدی ہجری میں سب سے پہلے اس بدعت کا عمر بن الملا نامی ایک فاطمی خلیفے (جو کہ حاجی مذہب شیعہ اور بہت بڑا صوفی وبدعتی تھا) نے ایجاد کیا اُس نے 347 ہجری میں پہلی مرتبہ اس دن کو عید میلاد النبی کا نام دیکر باقاعدہ طور پر منایا اس کے ساتھ ساتھ اس نے پانچ عدد اور عیدیں بھی ایجاد کر رکھی تھیں۔ جنہیں وہ حسب ایام مناتا، وہ 5 عیدیں درج ذیل تھیں ۱ عید میلاد علیؓ ۲ عید میلاد فاطمہؓ ۳ عید میلاد حسنؓ ۴ عید میلاد حسینؓ ۵ عید میلاد حاکم وقت ان بدعات یعنی عیدوں کو ہر سال باقاعدگی سے منانے کا سلسلہ اُس نے جاری رکھا جبکہ اس کے مرنے کے بعد بھی کام جاری رہا یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ نے الأفضل بن امیر الجیوش نامی ایک ایسا موحدّ مرد قلندر پیدا فرمایا کہ جس نے ان تمام بدعات وخرافات کو کلی طور پر ختم کر دیا، حتی کہ لوگ ان عیدوں کے نام تو کیا تذکرہ تک بھول گئے۔ پھر الملک المظفر ابوسعید نامی بادشاہ (والی اربل) کا جب دور حکومت آیا تو اس نے 625 ہجری میں دوبارہ اس عید میلاد کو منانا شروع کر دیا۔ (الابداع فی مضار الابتداع) (ازالشیخ علی المحفوظ)

اس وقت سے لیکر اب تک یہ عید باقاعدگی سے منائی جاتی ہے اور آج اس بدعت میں اتنی ترقی ہو چکی ہے کہ اب اس کو اس طرح جلوسوں، موسیقیوں، بھنگڑوں اور ڈانسوں سے منایا جاتا ہے کہ جسے دیکھ کر یہود ونصاریٰ بھی شرما جاتے ہیں۔ اقبال نے انہیں کے بارے کہا تھا۔

یہ وہ مسلمان ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ایک سوال اور اسکا جواب!

قارئین!

اب آپ سوچتے ہونگے، جن کاموں کا دین اسلام میں ثبوت و وجود نہیں ملتا بلکہ اسلام سے ان کا دور تک کا بھی تعلق و واسطہ نہیں تو پھر یہ لوگ وہ کام کیوں کرتے ہیں؟

جناب آپکی سوچ تو ٹھیک ہے بلکہ سو فیصد ٹھیک ہے مگر اہل بدعت کو کیا ضرورت ہے اسلام کی یا اسلامی مآخذ و دلائل کی!! اُنہیں تو بس ہر دن کیلئے کوئی نہ کوئی بدعت چاہیے۔ جس کا وہ اظہار کرتے رہیں اور شیطان کو راضی کرتے رہیں۔ دلیل نہیں چاہیئے!!

کیونکہ یہ بات پوری دنیا جانتی ہے کہ اہل بدعت کی نوے فیصد ایسی بدعات ہیں کہ جب یہ قرآن و حدیث تو دور کی بات کسی منصف اہل علم سے بھی کوئی قول و عمل نہیں ملتا! بلکہ بعض تو ایسی بدعات ہیں کہ جن پر کوئی موضوع و من گھڑت دلیل تک نہیں ملتی۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل بدعت ان بدعات و خرافات کی اندھی تقلید میں ایسے غرق ہو چکے ہیں کہ انہیں کسی بھی کام کرنے کیلئے کسی شرعی حکم یا دلیل دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، بس نہلے پر دہلے کے مصداق بدعت پر بدعت کئے جا رہے ہیں۔

ہاں، باقی دس فیصد ایسی بدعات ہیں کہ جن پر لوگ کچھ نہ کچھ دلائل ضرور پیش کرتے ہیں، یہ تیسری عید یعنی عید میلاد النبیؐ بھی ان میں سے ایک ہے کہ جس پر اہل بدعت کچھ دلائل اسلام دغیر اسلام یعنی دیگر ادیان سے پیش کرتے ہیں۔ ویسے اس کیلئے بھی وہ دلائل کے محتاج تو نہ تھے کیونکہ اُن کے ہاں کوئی بھی کام اپنی مرضی سے دین میں داخل بھی کیا جا سکتا ہے اور خارج بھی!

مگر چونکہ یہ بدعت اُن کے نزدیک کافی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ وہ اس کو نبی کریمؐ کی ولادت کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ اس لئے اس پر کچھ نہ کچھ دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں۔

اہل بدعت کی طرف سے عید میلاد منانے کے دلائل اور اُن کی حقیقت!!

دین اسلام میں داخل کی گئی اس تیسری عید کے منانے اور جلوس نکالنے کے ثبوت اور تائید میں اہل بدعت کی طرف سے پیش کئے جانے والے دلائل میں سے جو سب سے بڑی دلیل پیش کی جاتی ہے، اس کا اسلام سے تو کوئی تعلق نہیں، البتہ سابقہ ادیان خصوصاً یہودیت اور عیسائیت سے ضرور تعلق ہے۔

اب ذرا اہل بدعت کی مذکورہ دلیل تفصیلاً ملاحظہ فرمایئے اور ساتھ ساتھ انکی عقل کا بھی اندازہ لگایئے کہ یہ لوگ کر کیا رہے ہیں؟

کہتے ہیں وہ دیکھو کافر لوگ اپنے بزرگوں کی عیدیں مناتے ہیں پھر ان ناموں پر بڑی عالی شان محفلیں بھی سجاتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی وغیرہ بھی حضرت عیسیٰؑ کی عید میلاد مناتے اور محفل میلاد کے نام سے پروگرامز بھی منعقد کرتے ہیں جبکہ اپنے گرجا گھروں کو بھی سجاتے ہیں۔ جب یہ لوگ اپنے بزرگوں اور نبیوں کے عید میلاد مناتے ہیں تو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ جن کی شان وعظمت تمام لوگوں بلکہ تمام نبیوں اور رسولوں سے اعلیٰ وافضل ہے، ہم ان کی عید میلاد کیوں نہ منائیں؟ لہذا ثابت ہوا کہ ہمارے نبیؐ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کی عید میلاد منائی جائے۔ (الذخائر المحمدیہ از محمد بن علوی المالکی)

قارئین کرام!

اہل بدعت کی اس انتہائی بودی دلیل کی حقیقت بیان کرنے سے پہلے میں آپ کے سامنے وہ حدیث رسول ﷺ پیش کرنا چاہوں گا کہ جس میں آپؐ نے واضح طور پر فرمایا تھا کہ میری امت میں ایک ایسی قوم بھی ہوگی جو اقوال وافعال میں یہود ونصاریٰ کی پوری پوری پیروی کرے گی۔

چنانچہ آپؐ نے فرمایا: (لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع حتی لو سلکوا جحر ضب لسلکتموہ قالوا: الیہود والنصری؟ قال: فمن ؟؟) (صحیح بخاری)

ترجمہ: ''البتہ ضرور تم ان لوگوں کے طریقوں کی پوری پوری پیروی کروگے جو کہ تم سے پہلے گذرے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ کی طرف گئے تو تم بھی ضرور جاؤ گے۔''

صحابہؓ نے عرض کیا: وہ (پہلے لوگ) یہود ونصاریٰ ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا اگر وہ نہیں تو اور کون ہیں؟؟

اس صحیح حدیث پاک سے یہ بات بالکل واضح ہوئی کہ اس امت کے کچھ لوگ یہود ونصاریٰ کی پیروی اوتابعداری ضرور کرینگے۔ یعنی جو جو شرک وبدعات اور احکام شریعت کی مخالفت وہ کرتے تھے یہ بھی اس طرح اسلام میں کیا کریں گے۔

اب یا تو اہل بدعت نے اس حدیث پاک کو پڑھا اور سنا نہیں کیونکہ اگر پڑھا یا سنا ہوتا تو عید میلاد النبیؐ کیلئے یہودیوں اور عیسائیوں کی عیدوں اور محفلوں کو بطور دلیل کبھی نہ پیش کرتے!!! اور اگر انہوں نے یہ حدیث پڑھی یا سنی ہے اور پھر بھی یہود ونصاریٰ کے طریقوں کو دلیل بنا کر ان پر عمل پیرا ہیں تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ واقعی یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کے متعلق آپؐ نے مذکور حدیث میں پیش گوئی فرمائی تھی۔

قارئین کرام!

اب ذرا اس دلیل کی حقیقت بھی ملاحظہ فرمالیجیئے تاکہ آپکے سامنے حق و باطل میں فرق اچھی طرح واضح ہو جائے۔

یادرکھیئے! ہماری شریعت مطہرہ یعنی دین اسلام نے مسلمانوں کو کفار (یہود ونصاریٰ) کی پیروی کرنے یا مشابہت اختیار کرنے کا نہیں، بلکہ انکی سخت مخالفت کرنے کا حکم فرمایا، جیسا کہ درج ذیل حدیث مبارک سے واضح ہے: (خالفوا الیہود فانھم لایصلون فی نعالھم و لا خفافھم) (سنن ابوداود) آپؐ نے فرمایا: ''یہودیوں کی مخالفت کیا کرو۔''

ایک اور حدیث میں یوں فرمایا: (خالفوا المشرکین أحفوا الشوارب وأعفو اللحی) (صحیح بخاری) ترجمہ: ''مشرکین کی مخالفت کیا کرو ......''

اسی طرح ہر وہ کام جس سے انکی مشابہت ثابت ہو یا دوستی ظاہر ہو، اسے ممنوع قرار دیا گیا، خصوصاً انکی عبادات و شعائر میں مشابہت خواہ وہ قولی صورت میں یا فعلی صورت میں !!! الغرض کسی بھی صورت میں کفار (یہود ونصاریٰ اور مشرکین مکہ وغیرہ) سے دلی دوستی لگانا یا انکی مشابہت اختیار کرنا اسلام میں جائز نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء..... ﴾ اے ایمان والو یہودیوں اور عیسائیوں کو ہرگز اپنا دوست نہ بناؤ۔ جبکہ رسول اکرمؐ نے فرمایا (لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیہود ولا بالنصاریٰ) (جامع ترمذی) آپؐ نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ اوروں کی مشابہت اختیار کرتا ہے، اے مومنو تم یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت نہ اختیار کرو۔

ایک نکتہ اور اسکی وضاحت!

غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے اس لئے سختی سے روکا گیا ہے کیونکہ جو جس قوم کی شکل و شباہت اختیار کرے گا یا ان کے طریقوں پر چلے گا بروز قیامت وہ انہیں میں سے اٹھایا جائے گا۔ جیسا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: (من تشبہ بقوم فھو منھم) (ابوداود) ترجمہ: ''جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اس میں سے ہوگا۔''

قرآن مجید نے بھی درج ذیل آیت میں اس بات کو یوں واضح کیا ﴿ومن یتولھم منکم فانہ منھم﴾ (المائدۃ: 51) ترجمہ: ''تم میں سے جو کوئی بھی انکو (یہودیوں اور عیسائیوں) اپنا دوست بنائے

گا تو وہ انہیں میں سے ہو گا۔''

مذکورہ بالا دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ یہود و نصاریٰ کے عمل و طریقے کو کسی صورت میں بھی خواہ وہ قولی ہو یا فعلی اپنانا جائز نہیں۔

لہذا عیسائیوں اور یہودیوں کے عید میلاد منانے کو بطور دلیل پیش کرنا بالکل غلط ہے اور اس قسم کی دلیلیں اسلام میں قطعی طور پر قابل حجت نہیں! رہی بات ان لوگوں کی جو اس دلیل کے پیش نظر عید میلاد مناتے پھرتے ہیں تو انہیں بھی اب خود ہی فیصلہ کر لینا چاہئے کہ اس عمل میں وہ اپنے نبی ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں یا یہود و نصاریٰ کی؟؟ بہرحال یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر چلنے سے اللہ و رسولؐ تو ہرگز راضی نہیں ہوتے۔ شاید یہودی اور عیسائی راضی ہوتے ہوں تو یہ الگ بات ہے۔

لیکن صحیح بات یہی ہے کہ یہ لوگ جتنا مرضی یہودیوں اور عیسائیوں کے طریقوں پر چلیں اور جتنے مرضی ان کے مذاہب سے دلائل بھی پکڑیں یہ پھر بھی ان کو راضی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس مسئلے کو بھی قرآن مجید نے درج ذیل آیت میں بیان کیا ہے: ﴿ ولن ترضی عنک الیهود ولاالنصاری حتی تتبع ملتهم ﴾ (البقرۃ: ۱۲۰) ہاں ایسے طریقوں پہ چلنے سے ابلیس ضرور راضی ہوتا ہے۔

قارئین کرام!

اب ہم ان کی ایک اور دلیل کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں جو کہ یہ عید میلاد منانے کے ثبوت میں اکثر و بیشتر پیش کرتے رہتے ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ بھی ایسی دلیل ہے کہ جس کا اسلام سے نہیں بلکہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن و کافر ابولہب سے تعلق ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کافر اعظم کے جس عمل کو دلیل بنایا جاتا ہے اس میں اور مروجہ عید میلاد میں زمین و آسمان کا فرق ہے، کیونکہ کہاں ابولہب کا لونڈی کو آزاد کرنا اور کہاں موسیقی اور بھنگڑوں سے عید میلاد منانا اور پھر گدھا گاڑیوں اور تانگوں سے اس کا جلوس نکالنا۔ اگرچہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے تاہم پھر بھی ہم اس دلیل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ آیا کہ یہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟

کہتے ہیں وہ دیکھو جی بخاری شریف میں صحیح حدیث موجود ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ جب ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی ولادت شریف ہوئی تو آپؐ کی ولادت کی خوشی میں ابولہب نے اپنی ثویبہ نامی لونڈی آزادی کر دی۔ چنانچہ میلاد کی اس خوشی کو منانے کی وجہ سے مرنے کے بعد ابولہب کو ہر سوموار کو اس کی اس

انگلی سے سکون بھی ملتا تھا اور اس سے پانی بھی پلایا جاتا تھا، جس انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے اس نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ لہذا اس دلیل سے ثابت ہوا کہ عید میلاد النبی ﷺ منانا جائز ہے۔ کیونکہ جب ابولہب کو میلاد النبیؐ کی خوشی منانے کی وجہ سے سکون اور پانی مل سکتا ہے جو کہ کافر تھا، تو ہمیں مسلمان اور عاشق رسولؐ ہو کر عید میلاد منانے پہ اجر وثواب کیوں نہ حاصل ہوگا؟'' (الذخائر المحمدیۃ از محمد بن علوی المالکی)

قارئین محترم!

غور فرمایئے اہل بدعت اپنی بدعات کی آڑ میں اللہ اور رسولؐ کو بھی معاف نہیں کرتے، دیکھیئے کہتے ہیں: ''بخاری شریف میں صحیح حدیث موجود ہے۔'' حالانکہ عام سے عام آدمی بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ حدیث وہ ہوتی ہے جو کہ رسول اکرمؐ کا قول یا فعل یا کوئی تقریری پہلو ہو، جبکہ یہ تو نہ قول رسولؐ ہے نہ فعل رسول اور نہ ہی تقریر رسولؐ ہے۔ پھر حدیث کیسے ہوگئی ہے؟؟ کتنا بڑا جھوٹ اور افترا ہے۔ اہل بدعت کا!!! کہ غیر نبیؐ کے خواب کو حدیث نبویؐ بنا دیا!! (نعوذ باللہ من ذالک)

خیر یہ تو اہل بدعت کی پرانی عادت ہے کہ جھوٹ پہ جھوٹ....خواہ نبیؐ پہ ہی کیوں نہ بولنا پڑے! چلیئے چھوڑیں اس بات کو، اب ذرا ان کی اس دلیل کا بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ اس کی حقیقت واصلیت کیا ہے؟

سب سے پہلے مذکورہ دلیل کو عبارت اور ترجمہ سمیت پیش کرنا چاہوں گا تاکہ آئندہ باتیں آسانی سے آپ سمجھ سکیں۔ (**قال عروۃ: و ثویبۃ مولاۃ لأبی لھب و کان أبو لھب أعتقھا فأرضعت النبی ﷺ فلما مات أبو لھب أریہ بعض أھلہ بشرّ حیبۃ قال لہ ماذالقیت؟ قال أبو لھب لم ألق بعد کم غیر أنی سقیت فی ھذہ بعتاقتی ثویبۃ**) (بخاری/کتاب النکاح) ترجمہ: ''عروہ کہتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، اسے ابولہب نے آزاد کر دیا، پھر اس نے آنحضرتؐ کو دودھ پلایا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی (عباسؓ) نے اسے (خواب میں) بہت بری حالت میں مبتلا دیکھا تو پوچھا تجھ سے کیا معاملہ کیا گیا؟ تو اس نے جواب دیا، جب سے تم سے جدا ہوا ہوں بہت سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔ ہاں ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے تھوڑا سا پانی پلایا جاتا ہے۔''

وضاحت

یہ عبارت واقعی بخاری شریف کی کتاب النکاح میں موجود ہے۔ مگر نہ ہی تو یہ حدیث رسولؐ ہے اور

نہ ہی اس سے عید میلا د النبیؐ منانا اور جلوس نکالنا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر یہ روایت قابل حجت ہے۔

۱) یہ حضرت عروہؓ (تابعی) کا قول ہے نہ کہ حدیث رسولؐ کہ اسے عید میلاد کے ثبوت کیلئے پیش کیا جائے۔

۲) اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ یہ روایت ٹھیک ہے تو تب بھی یہ ہرگز قابل استدلال نہیں کیونکہ یہ حضرت عباسؓ کا خواب ہے جبکہ شریعت کے معاملات میں کسی امتی کا خواب قابل حجت نہیں ہوتا، اور اس وقت تو قطعاً قابل حجت نہیں ہوتا جب صریح نصوص قرآنیہ سے ٹکرا رہا ہو۔ یہاں بھی یہی پوزیشن ہے یعنی اس خواب سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اس کافر (ابولہب) کو اس کے اچھے عمل کی وجہ سے کچھ نہ کچھ اجر وثواب حاصل ہو رہا ہے۔ جبکہ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اس بات کو واضح کیا ہے کہ کافر کے تمام اعمال باطل و برباد ہیں اور اس کیلئے کسی قسم کا بھی اجر وثواب نہیں۔ جیسا کہ درج ذیل آیات میں مذکور ہے: ﴿**و قدمنا إلى ماعملوا من عمل فجعلنه هبآء منثورا**﴾ (الفرقان:۲۳) ترجمہ: ''اور انہوں (کفار) نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ زروں کی طرح کر دیا۔''

﴿**مثل الذين كفروا بربهم أعمالهم كرماد اشتدت به الريح فى يوم عاصف لايقدرون مما كسبوا على شى ء ذالک هو الضلل البعيد**﴾ (ابراہیم:۱۸) ترجمہ: ''ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب سے کفر کیا اور ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی طرح ہے۔ جس پر آندھی والے دن تیز ہوا چل پڑی جو بھی انہوں نے کیا۔ اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے، یہی دور کی گمراہی ہے۔''

﴿**والذين كفروا أعمالهم كسراب بقيعة يحسبه الظمأن ماء حتى إذاجاء ه لم يجده شيأ**﴾ (النور:۳۹) ترجمہ: ''اور کافروں کے اعمال اس چمکتی ہوئی ریت کی طرح ہیں جو چٹیل میدان میں ہو، جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں ملتا۔'' اس خواب کے قابل حجت نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ابولہب ملعون کی مذمت و ہلاکت میں اللہ تعالیٰ نے مکمل سورۃ نازل فرمائی: ﴿**تبت يدا أبى**

لھب وتب مآ اغنی عنه ماله وما کسب سیصلی نارا ذات لھب ٭ وامراته حمّالة الحطب ﴾ (تبت) ترجمہ: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہوگیا۔ نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا اور اس کی بیوی بھی (جائے گی) جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے۔''

جب مذکورہ بالا تمام نصوص قرآنیہ خصوصاً سورۃ تبت سے یہ ثابت ہوا کہ ابولہب اور اس کے ہاتھ ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد اور جہنمی ہیں۔ تو ان ہاتھوں کی انگلیوں کو سکون کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟؟ اور یہ خواب قابل حجت کیسے ہوسکتا ہے؟؟

۳۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ اس خواب اور ابولہب کے مذکورہ عمل سے واقعی عید میلاد منانا ثابت ہوتا ہے اور اس پر اجر و ثواب بھی ملتا ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عباسؓ (جنہوں نے بذات خود یہ خواب دیکھا ہے)، اہل بیت اور دیگر صحابہ کرام نے اس خواب کے بعد میلاد کیوں نہ منانا شروع کیا؟؟ یا ان سب کو خواب کی اس طرح صحیح سمجھ نہ آسکی جس طرح کہ ان چودویں صدی کے خود ساختہ ملاؤں کو آئی ہے!!'' مگر حقیقت، حقیقت ہی ہوتی ہے۔ وہ کبھی بھی نہیں چھپ سکتی وہ اس طرح کہ جب انہوں نے اس خواب کو عید میلاد کیلئے دلیل نہ بنایا اور نہ ہی کبھی انہوں نے یہ عید منائی۔ حالانکہ وہ نبی کریمؐ کے ساتھ پوری کائنات سے بڑھ کر محبت کرنے والے تھے۔ تو آج یہ اہل بدعت اس خواب کو دلیل بنا کر کیوں مروجہ عید میلاد مناتے ہیں؟؟

۴۔ چلیئے سب باتیں چھوڑ کر تھوڑی ہی دیر کیلئے مان لیتے ہیں کہ واقعی ابولہب نے اپنی لونڈی کو آزاد کر کے میلاد النبیؐ منایا تھا تو پھر بھی یہ موجودہ عید میلاد منانا، ابولہب کے اس عمل سے ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ابولہب نے تو اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ ہی منایا تھا جبکہ اس کے بعد تقریباً 55 سال تک وہ زندہ رہا، اس نے دوبارہ کبھی بھی ایسا نہ کیا۔ مگر یہ لوگ تو اس سے بھی آگے نکل گئے۔ ہر سال صرف میلاد ہی نہیں بلکہ عید میلاد النبیؐ مناتے ہیں اور پھر جلوس بھی نکالتے ہیں جو کہ ابولہب کے مذکورہ طریقے سے کہیں بڑھ کر ہے!!

لہذا اس طرح بھی ابولہب کا یہ عمل ان کی دلیل نہیں بن سکتا، ہاں ایک صورت ایسی ہے کہ جس میں یہ عمل ان لوگوں کی دلیل بن سکتا ہے وہ اس طرح کہ ہر بدعتی سنت ابولہب کے مطابق اپنی زندگی میں صرف

ایک مرتبہ ہی میلا د منایا کرے، بصورت دیگر نہیں۔ (فاعتبروا یااؤلی الأبصار)

خلاصۂ کلام

مذکورہ بالا چھ مدلل وجوہات کی بنیاد پر یہ بات واضح ہوئی کہ نہ تو یہ خواب حدیث رسولؐ ہے اور نہ ہی قابل حجت ہے۔ اس طرح نہ ہی تو اس سے عید میلاد النبیؐ منانا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی جلوس نکالنا!!

قارئین کرام! اہل بدعت کی مذکورہ دونوں دلیلوں کی حقیقت و اصلیت آپ کے سامنے ہے۔ اب فیصلہ آپ خود ہی کرلیں کہ کس قدر گھٹیا اور بودی دلیلیں ہیں۔ میں تو اس جائزے کے بعد یہی کہوں گا

منافقت کا نصاب پڑھ کر محبتوں کی کتاب لکھنا
بڑا مشکل ہے خزاں کے ماتھے پہ داستان گلاب لکھنا

یعنی ہو مسلمان، کہلوائے اپنے آپ کو عاشق رسولؐ اور پھر میلاد النبی ﷺ منانے کیلئے کبھی تو یہود و نصاریٰ کے میلاد منانے کو بطور دلیل پکڑے اور کبھی سب سے بڑے گستاخ رسولؐ اور کافر اعظم کے عمل کو دلیل بنائے!!! تو ایسے مسلمان و عاشق کی مسلمانی کا فیصلہ آپ خود ہی کرلیں......؟

ایک بات کی وضاحت

قارئین کرام!

عید میلاد منانے اور جلوس نکالنے والے لوگوں سے ہماری کوئی دشمنی و عداوت نہیں بلکہ ہمیں ان سے محبت ہے اور وہ بھی بہت ہی زیادہ! ہماری محبت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ہم ہمیشہ ہی سے سب سے پہلے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے سامنے ان کی ایجاد کردہ بدعات و خرافات کی نشاندہی کرتے ہیں اور پھر ہر ممکن کوشش سے انہیں ان بدعات پہ عمل کرنے سے روکتے بھی ہیں اور روکنے کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ کہیں یہ لوگ بدعات کرتے کرتے وہاں نہ چلے جائیں جہاں سے نکلنا بہت مشکل بلکہ محال ہو جاتا ہے!!! کیونکہ بدعت کوئی اچھی چیز نہیں جیسا کہ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے بھی واضح کیا۔ (کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار) (سنن نسائی) ترجمہ: ''ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔'' اس لئے ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ یہ لوگ بدعات کی وجہ سے انتہائی خطرناک جگہ میں چلے جائیں۔ چنانچہ ہم ان کو بدعات سے روکتے ہیں اور روکتے رہیں گے کیونکہ ہمیں ان سے محبت ہے۔

ایک تنبیہ:

ہم یہاں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ تیسری عید منانا اور جلوس نکالنا، صرف بدعت ہی نہیں بلکہ شیطان کو بے حد خوش کرنے کا بہت بڑا سبب اور طریقہ ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے ''کریلا اور نیم چڑھا'' یعنی ایک تو یہ کام بدعت ہے، دوسرا پھر یہ بدعت اس دن کی جاتی ہے جس دن ہمارے پیارے نبی ﷺ کی وفات ہوئی۔ جس دن صرف اہل مدینہ پہ ہی نہیں بلکہ پوری اُمت مسلمہ پہ غم و حزن کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔ جس دن سیدہ فاطمہؓ کو یتیمی کا منہ دیکھنا پڑا، جس دن تمام صحابہؓ پریشانی سے نڈھال ہو چکے تھے!!!! اب بھی اس عمل پہ شیطان خوش نہ ہوتا ہوگا تو کس چیز پہ خوش ہوتا ہوگا؟؟

مزید وضاحت:

تھوڑی سی وضاحت اور کر دیتا ہوں تا کہ یہ بات اچھی طرح سمجھ آ جائے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول یعنی جس دن اہل بدعت جشن عید میلاد مناتے اور جلوس نکالتے ہیں یہ آپؐ کی پیدائش کی صحیح تاریخ ہی نہیں کیونکہ اس میں کافی اختلاف موجود ہے۔ جبکہ اہل علم نے 9 ربیع الاول کو راجح تاریخ قرار دیا ہے اور یہ لوگ 12 ربیع الاول کو جشن مناتے پھرتے ہیں جو کہ وفات النبی ﷺ کی تاریخ ہے اور اس سے بھی واضح بات یہ ہے کہ آپؐ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے جبکہ تاریخ وفات میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا بلکہ سب کے نزدیک 12 ربیع الاول ہی یوم وفات ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس دن (یوم وفات النبیؐ) کو جشن وغیرہ منانا اچھی بات نہیں!! چلو مذکورہ بالا تمام باتیں ایک طرف اہل بدعت کے صرف اسی قول کو ہی لے لیجیئے کہ ''جی آپ ﷺ کی بارہ ربیع الاول کو ہی پیدائش ہوئی ہے اور 12 کو ہی وفات ہوئی ہے۔'' تب بھی اس تاریخ کو جشن عید منانا اور جلوس نکالنا قطعاً درست نہیں کیونکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ غمی خوشی پہ غالب و مقدم ہوتی ہے۔ لہذا اگر ان لوگوں کے عشق و محبت کے دعوؤں کو دیکھیں تو پھر چاہئے کہ اظہار محبت کیلئے یہ خوشی اور جشن کی بجائے غمی کا اظہار کیا کریں۔ بلکہ ہر سال 12 ربیع الاول کو عید میلاد کی بجائے آپؐ کی برسی منایا کریں!! چلو ایسے نہیں تو یونہی کر لیا کریں کہ صبح کے وقت جشن عید میلاد منایا کریں اور جلوس نکالا کریں جبکہ شام کے وقت شیعوں کی طرح مجلس عزا قائم کر لیا کریں! اگر مزید اظہار محبت کرنا درکار ہو تو پھر شام کو بھی جلوس اور ساتھ ماتم کا بھی انتظام کر لیا کریں کیونکہ ان کے نزدیک دونوں چیزوں یعنی پیدائش، وفات کی تاریخ ایک ہی یعنی 12 ربیع الاول ہے۔

ویسے یقین جانیئے ، اہل بدعت (بریلویوں) نے یہ نہیں کرنا کیونکہ اس طرح نہ تو مال ہاتھ آئے گا اور نہ ہی حلوہ شریف ویسے بھی چوری کھانے والے مجنوں اور ہوتے ہیں اور خون دینے والے اور!!

ہمارے شیخ حضرت علامہ محمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سچ فرمایا کرتے تھے کہ اہل بدعت کے ہر گروپ کے بدعت منانے کے انداز مختلف ہوتے ہیں یعنی ہر گروپ کا اپنا ایک الگ اور منفرد انداز ہوتا ہے جسے وہ کسی صورت بھی چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ مثلاً اہل بدعت میں سے بریلوی حضرات کا بدعات منانے کا ایک اپنا ہی انداز ہے اگر کوئی خوشی والی بدعت ہو تو تب ان کے ہاں سبز کپڑے اور حلوہ چلتا ہے اور اگر کوئی غمی والی بدعت ہو تو تب بھی سبز کپڑے اور حلوہ ہی چلتا ہے۔

اسی طرح اہل بدعت میں سے شیعہ حضرات کا بھی ایک اپنا ہی انداز ہے۔ اگر ان کی خوشی ہے تو تب بھی سیاہ کپڑے اور ماتم ہوتا ہے اور اگر غمی ہو تو تب بھی سیاہ کپڑے اور ماتم ہوتا ہے۔ بہرحال یہ بریلوی حضرات غمی وفات النبیؐ نہیں منائیں گے اور نہ ہی ماتمی جلوس کا انتظام کریں گے۔ خدانخواستہ انہوں نے غمی وفات النبیؐ منانا بھی شروع کر دیا تو پھر سبز کپڑے اور حلوہ ہی چلے گا۔

قارئین کرام!

طوالت کے پیش نظر انہیں الفاظ پہ اس گفتگو کو ختم کرتا ہوں کیونکہ ہدایت میرے اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر وہ کسی کو دینا چاہے تو چند کلمات سمجھا کر دے دیتا ہے۔ اگر وہ نہ چاہے تو پھر پورا قرآن بھی پڑھ لینے سے کام نہیں بنتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إنک لا تھدی من أحببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو أعلم بالمھتدین﴾ میں اس مضمون کے آخر میں مزید فائدے کیلئے بلاد حرمین شریفین کے مفتی اعظم امام العصر علامہ ابن باز رحمۃ اللہ کا وہ فتویٰ نقل کرنا چاہتا ہوں جو کہ انہوں نے اس مروجہ میلاد النبیؐ کے متعلق صادر فرمایا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

کیا محفل میلاد النبیؐ منعقد کرنا جائز ہے؟

سوال: کیا مسلمانوں کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے ۱۲ ربیع الاول کو مسجد میں جمع ہو کر محفل منعقد کریں، خواہ وہ عید کے دن کی طرح چھٹی نہ بھی منائیں؟ ہمارا اس مسئلہ میں اختلاف تھا کچھ لوگ اسے بدعت حسنہ قرار دے رہے تھے اور بعض کی رائے یہ تھی کہ یہ بدعت حسنہ نہیں ہے؟

جواب: مسلمانوں کیلئے ۱۲ ربیع الاول کی رات یا کسی اور رات میلاد النبی ﷺ کی محفل منعقد کرنا جائز نہیں

ہے بلکہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کی ولادت کی محفل منعقد کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ میلاد کی محفلوں کا تعلق ان بدعات سے ہے جو دین میں نئی پیدا کر لی گئی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات پاک میں کبھی اپنی محفل میلاد کا انعقاد نہیں فرمایا تھا۔ حالانکہ آپ دین کے تمام احکام کو بلا کم و کاست، من وعن پہنچانے والے تھے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مسائل شریعت کو بیان فرمانے والے تھے۔ آپ نے محفل میلاد نہ خود منائی اور نہ کسی کو اس کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ خلفاء راشدین، حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ میں سے کسی نے بھی کبھی اس کا اہتمام نہیں کیا تھا۔ ان قرون میں ہمیں اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ جن کی فضیلت خود آنحضرتؐ نے بیان فرمائی تھی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ بدعت ہے اور بدعت کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''جو ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی چیز پیدا کرے جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔'' (متفق علیہ) صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں جسے امام بخاریؒ نے تعلیقاً مگر صحت کے وثوق کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ ''جو کوئی ایسا عمل کرے جس کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔'' محفل میلاد کے بارے میں چونکہ نبی کریم ﷺ کا کوئی امر نہیں بلکہ اس کا تعلق ان امور میں سے ہے جنہیں لوگوں نے اس آخری دور میں دین میں ایجاد کر لیا ہے اور نبی ﷺ جمعہ کے دن اپنے ہر خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''اما بعد! سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے، سب سے بہترین طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ سب سے بدتر امور وہ ہیں جو (دین میں) نئے نئے ایجاد کر لئے گئے ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' اسے امام مسلمؒ نے صحیح میں بیان کیا ہے اور امام نسائیؒ نے جید سند کے ساتھ ان الفاظ کو بھی بیان کیا ہے کہ ''ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔'' محفل میلاد منانے کی بجائے یہی کافی ہے کہ نبی ﷺ کی سیرت اور زمانۂ جاہلیت و اسلام میں آپ کی حیات پاک کے مطالعہ کے دوران آپ کی ولادت باسعادت سے متعلق حالات کو پڑھ لیا جائے اور انہیں مساجد و مدارس کے درس میں بیان کر دیا جائے اور اس کیلئے میلاد کی ان خصوصی محفلوں کے اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔ جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا اور نہ ان محفلوں کے منعقد کرنے کی کوئی شرعی دلیل موجود ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کو سنت کے مطابق عمل کرنے کی ہدایت و توفیق عطا فرمائے اور بدعت سے بچائے۔

(فتاویٰ و مقالات لسماحۃ الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ دارالسلام)